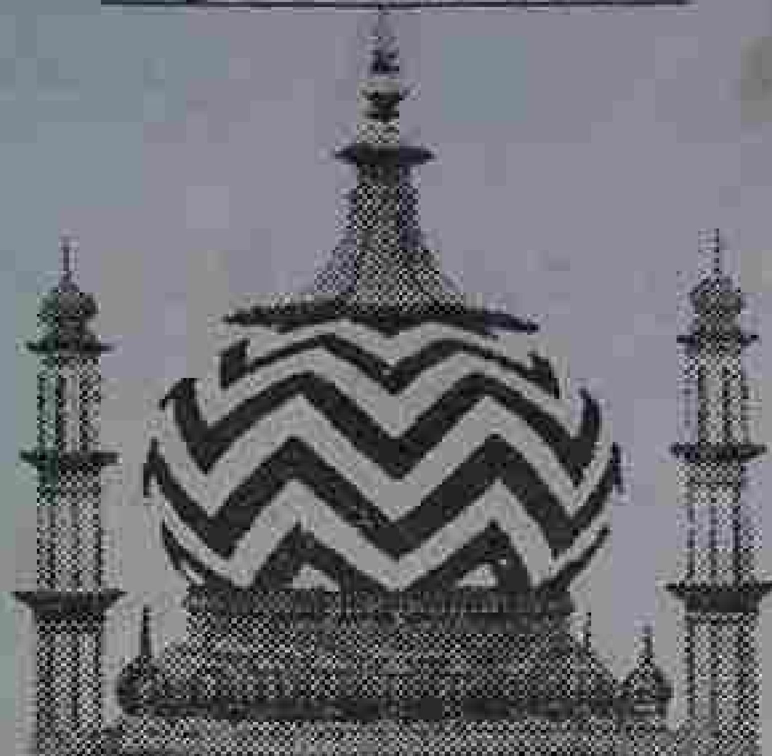
بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ



"میں دعوتِ اسلامی سے بیزار ہوں اور علماء کرام کو
مشورہ دیتا ہوں کہ اس تحریک سے دوری بنائے رکھیں"

(علامہ ارشد القادری)

علامہ ارشد القادری اور دعوت اسلامی

ایک تحقیقاتی تجزیہ .... حضرت مفتی محمد شمشاد حسین رضوی

حاشیہ .... انجمن تحفظ ایمان

زمانہ گوش بر آواز نہیں ہے، نہ ہو
بغور آپ سنیں وقت کی آواز ہوں، میں

انجمن تحفظ ایمان

Rs. 10/-

December 2010

فهرست

دیگر موضوعات

تحریکِ دعوتِ اسلامی اور علامہ ارشد القادری

مفتی محمد شمشاد حسین رضوی (ایم۔اے۔) پرنسپل شمس العلوم، بدایوں شریف

ٹی وی اسکرین پر تحریکِ دعوتِ اسلامی۔۔ بڑے ہی زور وشور کے ساتھ اٹھ رہی ہے۔ یہ تحریک کس قدر تھرکنے کی وجہ سے عوام وخواص کے دلوں میں حد درجہ قبولیت حاصل کر چکی ہے۔ یہ وجہ ہے کہ ہندوستان کے نقصان دہ ہے اس کا اندازہ ہمارے علمائے کرام کو ہو چلا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے اور محتاط انداز فکر رکھنے والے علمائے عظام اس سے بیزار دکھائی دے رہے ہیں۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اس تحریک کے بانی مبانی حضرت علامہ ارشد القادری ہیں غیر تو غیر رہے خود اپنے لوگ بھی اس کا اعلان کر رہے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ خود علامہ کے گھر والے بھی اس کا اعلان کرتے نہیں تھکتے۔ شاید وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ علامہ کے شخصی کمالات میں یہ بہت بڑا کمال ہے اور اس کی وجہ سے ان کی شخصیت کا رنگ اور زیادہ چوکھا دکھائی دیگا۔ یہ صرف انکی اپنی سوچ ہے حقیقت سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔ یہ سوچ خواہ کسی کی بھی ہو نہایت گھٹیا اور سطحی ہے ذرا سی بھی اسمیں سچائی نہیں۔ میں یہ بات بلا وجہ نہیں کہ رہا ہوں بلکہ اسکے پس منظر کچھ حقائق وشواہد ہیں جو ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:-

اولاً۔۔ یہ کہ علامہ ارشد القادری عبقری شخصیت کے مالک تھے انکی فطرت میں ترتیب و تنظیم کی پوری پوری صلاحیت پائی جاتی تھی انہوں نے اپنی اس صلاحیت کا بھرپور استعمال کیا۔ اس پر مزید یہ کہ آپ نہایت ہی ذہین اور ذکی الطبع بھی تھے ملت کے کاموں میں انہیں گہری دلچسپی تھی۔ انہوں نے اپنی صلاحیت کا استعمال اغراض ومقاصد کے تحت کیا زندگی کے کسی بھی گوشہ میں مقاصد سے اوجھل نہ ہوئے جس کے نتیجہ کے طور پر ان کا کوئی بھی کام یا کوئی بھی خدمت قوم و ملت اور سماج کیلئے مضر ثابت نہ ہوئی اور نہ کسی اہل علم نے اس پر کوئی تنقید کی اور نہ ہی ان کی ذات ،انکی شخصیت پر کوئی آنچ آئی۔

ثانیاً۔۔ یہ کہ حضرت رئیس القلم کی ذات وشخصیت میں ملت کی تعمیر کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا خلوص و پیار سے پورے طور پر آشنا تھے اپنی ذات کی لئے انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا یہی

سبب ہے کہ ان کے کارناموں سے سماج وملت کو پورا پورا فائیدہ ہوا۔ یہی تو ان کی شخصیت کا غالب عنصر ہے۔ ان کی انہیں خوبیوں کے پیش نظر صاحب علم وادب نے انہیں **ترجمانِ مسلک اہل سنت وجماعت** کہا۔ آج تک انکی ذات سے کوئی ایسا کام منصہ شہود پر نہیں آیا جو قوم وسماج کیلئے مضر ثابت ہوا ہو اگر کسی کے گوشہ ذہن میں ایسا کوئی کارنامہ ہے تو وہ پیش کرے۔ ہم انکے ممنون ہونگے۔ علامہ کی ان خوبیوں کو ذہن میں رکھیں اور ان خوبیوں کے تناظر میں دعوت اسلامی کا مطالعہ کریں بات روز روشن کی مانند واضح ہو جائیگی کہ علامہ ارشد علیہ الرحمۃ کو، دعوتِ اسلامی کا بانی کہا جائے یا نہ کہا جائے؟ تحریک دعوت اسلامی آج شکوک وشبہات کے گھیرے میں ہے۔ خانقاہوں مدرسوں علمی فکری مکتبوں سے زبردست دوری کا نام دعوت اسلامی ہے۔ سجادہ نشینوں، ارباب بصیرت عالموں مفکروں اور مفتیان عظام کی یہ جماعت مخالف رہی ہے۔ جمعیت کیلئے سم قاتل اور اہل علم افراد کے مابین، باعثِ انتشار اگر کوئی جماعت ہے تو وہ کوئی اور جماعت نہیں بلکہ صرف اور صرف دعوت اسلامی ہے۔ کیا علامہ ارشد کیلئے ایسا سوچا جا سکتا ہے کہ انہوں نے جماعتی مزاج کے خلاف کوئی کارنامہ انجام دیا ہے؟ جو لوگ علامہ موصوف کو اسکا بانی قرار دیتے ہیں گویا وہ دعوت اسلامی کی تمام تر تاریکیوں کو انکی شخصیت سے وابستہ کر دینا چاہتے ہیں اور انکی صاف ستھری زندگی کو شکوک وشبہات کے دائرے میں لانے کی سعی ناکام کر رہے ہیں اور تو اور خود انکے گھر کے افراد اس میں ملوث نظر آرہے ہیں نہ معلوم انکے ذہنوں میں وہ کیا ہے جس کی تلاش میں وہ آج سرگرداں نظر آرہے ہیں؟ مکر وفریب، دھوکہ، جھوٹی تسلی، وعدہ خلافی اور علمائے اسلام کے تئیں دلوں میں ناخوشگوار جذبوں کو فروغ دینا اور پھر موقعہ ہاتھ آتے ہی ان جذبوں کا عوام کے سامنے اظہار۔ یہ سب کیا ہے؟ ارباب فکر وشعور سے گزارش ہے کہ آئیں اور غور کریں کیا اسطرح کے منفی جذبات مناسب ہیں؟ علمائے کرام کی بات تو دور رہی میں سمجھتا ہوں کسی کیلئے بھی مناسب نہیں۔ اس دور میں جو صاحب ذکاء تحریک دعوت اسلامی کی نسبت حضرت رئیس القلم کی ذات ستودہ صفات کی طرف کر رہے ہیں وہ ان میں منفی جذبات کو جگہ دے رہے ہیں یہ علامہ کی تعریف نہیں بلکہ وہ اپنی تخریبی ذہنیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ علامہ کی شخصیت کوئی راز سربستہ نہیں جو عام لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو بلکہ وہ تو ایک کھلی کتاب ہے جہاں ان کی سوانح حیات، علمی خدمات، سماجی، معاشرتی اصلاحات اور تنظیمی کارناموں کا ذکر ہے ان

میں دعوت اسلامی تحریک کا کوئی تذکرہ نہیں جو اس بات کی واضح علامت ہے کہ دعوت اسلامی انکی شعوری کوششوں کا نتیجہ نہیں تو پھر انہیں اس بنیاد پر اسکا بانی قرار دینا کہاں تک درست ہے؟ خود علامہ ارشد القادری دعوت اسلامی اور اسکے امیر الیاس قادری عطار سے بیزار تھے کبھی بھی انہوں نے دعوت اسلامی کو اپنی کوشش کا نتیجہ نہیں بتایا اور نہ انکے قابل قدر کارناموں میں اسکا شمار ہوتا ہے۔

میں اس موقع پر حضرت علامہ کے ساتھ ۲۰۰۰ء میں ہوئی ایک ملاقات کا تذکرہ کردینا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ دعوت اسلامی کے تئیں علامہ کی بیزاری کا اندازہ ہوسکے۔ چلئے اس ملاقات کا نظارہ کرتے ہیں۔ مارہرہ شریف کی مقدس سرزمین ہے۔ عرس کی گہما گہمی ہے۔ ذی شعور انسانوں کا قافلہ سرزمین اولیاء مارہرہ مقدسہ پر اتر پڑا ہے۔ علامہ ارشد القادری بھی مہمان خانہ کے ایک گوشہ میں بیٹھے ہیں۔ یہ ناچیز ان سے ملاقات کو حاضر ہوا مختلف موضوعات پر گفتگو کا موقعہ ملا۔ انہیں موضوعات میں ''البریلویہ'' نامی کتاب اور ''دعوت اسلامی'' کا موضوع بھی شامل تھا۔ حضرت نے ان دونوں موضوع پر گفتگو فرمائی وہ نہایت ہی اہم ہے۔ آپ فرماتے ہیں...... اب میری زندگی کا آخری مقصد ''البریلویہ'' کا ترکی بہ ترکی جواب دینا ہے اور

''دعوت اسلامی کے تعلق سے ارشاد فرمایا ''میں اس تحریک سے بیزار ہوں اور میں علمائے کرام کو بھی مشورہ دیتا ہوں کہ اس تحریک سے دوری بنائے رکھیں''۔

حضرت کے اس ارشاد کو ذہن میں رکھیں اور فیصلہ کریں کیا اس بنیاد پر انہیں دعوت اسلامی کا بانی کہا جاسکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر کسی موقعہ پر دعوت اسلامی کی کسی ریشہ دوانی پر آپنے خاموشی اختیار کی تو یہ خاموشی انکی رضا کی دلیل و علامت نہیں اور نہ ہی اس سے دعوت اسلامی کی قرار واقعی حیثیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بالفرض اگر تسلیم کرلیا جائے کہ حضرت والا ہی اس کے بانی ہیں تو دعوت اسلامی کی موجودہ حیثیت کے تناظر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ

یہ انکی لمحوں کی خطا تھی جسے قوم سالوں سے بھگت رہی ہے اور صدیوں بھگتتی رہیگی۔

مجھے معلوم ہے میری یہ تحریر بہت سے لوگوں کی نگاہ میں کانٹوں کی مانند کھٹکے گی خیر مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کوئی اسے مانے یا نہ مانے مگر حقیقت یہی ہے اور اس بنیاد پر میں یہی کہونگا کہ

حضرت کا اس تحریک سے کوئی تعلق نہیں۔ ابتدائی دور میں اس تحریک کو اگر چہ حضرت علامہ کی تائید حاصل رہی ہو تو یہ بھی دوسرے علمائے عظام کی تائیدات کی طرح دعوت اسلامیکے مبلغین کی حسین وعدہ خلافی اور جھوٹی تسلیوں پر مبنی ہے اس طرح کے حادثات ہمارے بہت سے علماء کے ساتھ ہو چکے ہیں جو کہ ہماری جماعت کے دانشور افراد سے پوشیدہ نہیں۔ بہت پہلے قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں قادری مدظلہ العالی نے انکے جھوٹے وعدوں پر اعتماد کرتے ہوئے انکی تائید کردی مگر جب دعوت اسلامی کے ذمہ داروں نے ان پر عمل نہیں کیا تو ازہری میاں قبلہ نے اپنی تائید واپس لے لی۔ اسی طرح حضرت امین ملت اور سبحانی میاں نے بھی اپنی تائید واپس لے لی۔ ابھی بھی تائید کرنے والے بہت سے باشعور افراد دعوت اسلامی کے دام تزویر میں الجھے ہوئے ہیں اور انکی خوبصورت دلدل سے باہر نہیں آپائے ہیں۔ اس کے ذمہ داران علمائے کرام کو رجھانے میں کافی مہارت رکھتے ہیں ، چاپلوسی، خوشامد، دست بوسی، قدم بوسی، حضور، اور قبلہ جناب کی رٹ کا معصومانہ انداز اور چہرہ کے بھولے پن نے علم وفن شعور وفکر کے بہت سارے سرمایوں کو لوٹ لیا جس کے نتیجے میں کچھ ایسے تأثرات سامنے آئے جو دیدۂ حیرت سے پڑھے جاسکتے ہیں۔ انہیں تأثرات میں یہ تأثر بھی ہے مثلاً۔

میں، فیضانِ سنت کو اشکبار آنکھوں سے رِحل پر رکھ کر پڑھتا ہوں۔

یہ تأثر کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کا نہیں بلکہ ہماری جماعت کی ایک قابل استناد ،لائق اعتماد شخصیت کا ہے۔ شاید بخاری شریف پڑھاتے وقت بھی ان پر یہ کیفیت طاری نہ ہوتی ہو۔ تو پھر فیضان سنت پڑھتے وقت یہ کیفیت کیونکر طاری ہوگی ۔ یہ اور اسطرح کے دوسرے تأثرات سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ قلبی تأثرات نہیں ہیں بلکہ ان سے تو، جذبۂ نافرہ ثابت ہوتا ہے جسے دعوت اسلامی کے ذمہ داروں نے اپنے لئے سکون قلب قرار دیا ہے۔ یہ تمام تر تائیدیں آج نہیں تو کل سبھی خس وخاشاک کی مانند اُڑ جائیں گی اور انہیں احساس تک نہ ہوگا رفتہ رفتہ ایسا ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ حضرت امین ملت حضرت منانی میاں اور حضرت سبحانی میاں قبلہ کا اپنی اپنی تائیدی تحریر کا واپس لے لینا اس سلسلہ کی اہم کڑی ہے اور ابھی بہت سے افراد ایسے بھی موجود ہیں جنہوں نے نہ چاہتے ہوئے بھی دعوت اسلامی کی جھولی میں اپنے تأثرات

پیش کر دیے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہوا جیسے کوئی اپنا دامن چھوڑانے کے مقصد سے اسکی جھولی میں کچھ
ڈال دے مگر جب تنہائی میں بیٹھ کر اسپر انہوں نے غور کیا تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

آنکھوں میں دھول جھونکنا یہ صرف ایک محاورہ ہے مگر دعوت اسلامی سے وابستہ افراد اس
محاورہ کی عملی تصاویر ہیں یہ حضرات اپنے اس فن کا مظاہرہ کسی اور کیلئے نہیں کرتے بلکہ علماء کرام
کیلئے کرتے۔ ہیں اس سلسلے انہیں قطعی اس بات کا احساس نہیں کہ ہم دھوکہ کسے دے رہے ہیں
ان علماء اور مشائخ عظام کو، جنکی سرمدی حیات وزیست سے دین ومذہب نمود پاتے ہیں اور
فروغ وارتقاء کی منزلوں سے ہم کنار ہوتے ہیں۔ افسوس صد افسوس! میرے یار کچھ تو شرم کھاؤ اور
اپنی اس مذموم حرکت سے باز آجاؤ۔ اس سے نہ جانے کس کس کی پگڑی اچھلے گی۔ خدا جانے اور
کس کس کا سرمایۂ علم وفن سر بازار نیلام ہوگا یہ نہیں کہا جاسکتا ہے میں تو صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ:

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا؟ آگے آگے دیکھیئے ہوتا ہے کیا؟

بہر حال معاملہ کچھ ٹھیک نہیں ہے خدا خیر کرے ایسی جماعت کا جس کے افراد اپنی ہی جماعت
کے اکابر علماء ومشائخ کا خون چوسنے میں دلچسپی رکھتے ہوں اور بس۔ کبھی انہیں، مقدس پتھر، کہا
گیا اور کبھی یہ کہا گیا کہ یہ حضرات نہ دین کام کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کو کرنے دیتے ہیں۔ یہ اور
اسطرح کی باتیں عام ہو چکی ہیں لہٰذا اب انہیں گواہوں سے ثابت کرنے کی کوئی ضرورت
نہیں۔ دعوت اسلامی اور اس کی ہم نوا ٹولی آنکھوں سے اندھی ہے انہیں دھوئیں اور بادلوں میں
فرق کرنا نہیں آتا اسی لئے قدیمی تاثرات کا سہارا لیتے ہیں اور بدلتے ہوئے حالات کا شعور نہیں
رکھتے۔ کیا قوموں کی پنپنے کی یہی باتیں ہیں اور کیا قیادت کا گرم لہو یہی ہے؟ اس طرح سے نہ
کسی کی اصلاح ہوئی ہے اور نہ کوئی اس بنیاد پر مصلح بن سکتا ہے۔

بتاریخ ۱۱ مارچ ۲۰۰۹ء



حاشیہ

(انجمن تحفظ ایمان A.T.I.)

زمانہ ہم سے جو برہم دکھائی دیتا ہے
ہماری بات میں کچھ دم دکھائی دیتا ہے

آج کل دعوت اسلامی کے خیمے میں عطار کے حاشیہ بردار خواصِ مسلک اہل سنت بڑے زور و شور کے ساتھ اس بات کی غیر متوقع طور پر تشہیر میں مصروف ہو گئے ہیں کہ:۔

"دعوت اسلامی" کے اصل بانی علامہ ارشد القادری (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں

حیرت بالائے حیرت کہ اچانک عطار نے "دعوت اسلامی" کے بانی کا سہرا اپنے سر سے اتار کر حضرت علامہ ارشد القادری صاحب کے سر پر رکھ دیا۔ آخر اچانک اس اقدام کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کیا یہ وہی الیاس عطار صاحب ہیں جو اپنا قد اونچا کرنے اور اپنی شخصیت کو چمکاری ظاہر کرنے کیلئے مرحلہ در مرحلہ تحریک کے امیر سے امیر اہل سنت بنے، کیا یہ وہی الیاس عطار میاں ہیں جو اپنے محسنوں اور پاکستان کے اکابرین کیلئے درپۓ آزار ہوئے اور مجدد کا تاج بھی خود ہی اپنے سر پر رکھ لیا۔ کیا یہ وہی الیاس عطار ہیں جنہوں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں خود کو مقبول ظاہر کرنے کیلئے جھوٹے اور توہین آمیز خوابوں کے سہارے نبی کریم ﷺ سے خود کو سلام کہلوانے کا سلسلہ شروع کیا۔ قدم آگے بڑھایا تو جن سیدی اعلیٰ حضرت کے نام کی سیڑھی پر چڑھ کر بلندیاں حاصل کی تھیں انہیں سیدی اعلیٰ حضرت کے سرِ مبارک سے عمامہ شریف اتار کر عاشق صادق نے اپنے سر پر رکھ لیا۔ اس کے علاوہ اپنے لڑکے کا نام "احمد رضا" رکھ کر سیدی اعلیٰ حضرت کا متبادل بنانے کی سازش میں سرگرداں رہنے لگے۔ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کا قد اب بھی چھوٹا معلوم ہوتا ہے تو بارگاہ خداوندی میں مقبول ہونے کا ناٹک کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خود کو سلام کہلوانے کا بھی جرم کر بیٹھے آہ! اعلیٰ حضرت کی محبت کا دعویٰ کرنے والے اگر ضمیر و مسلک فروش اور عطار کے زر خرید غلام مفتی و علماء کو عطار کے گستاخانہ اقدامات اور اپنے اعلیٰ حضرت کی عظمت و وقار کے مسخ کئے جانے کا نظارہ سبحان اللہ، سبحان اللہ کے نعروں کے ساتھ

کرتے شرم بھی نہیں آتی کیونکہ

بڑوں بڑوں کے بک چکے ضمیر تو
شرارتیں وہ کر گئے شریر تو

جہاں ہے آج پرچم اماں دامن
وہیں پر لٹ رہے ہیں راہگیر تو

کیا یہ بات مضحکہ خیز نہیں کہ اللہ تعالیٰ جسے سلام بھجوا کر (معاذ اللہ) اسکی سلامتی کی ضمانت عطا فرما دے اور وہ بدنصیب پھر بھی اہل دنیا کے خوف سے خود کو چالیس بندوقچیوں کے سائے میں رکھے اور حاضرین کو میٹل ڈیٹیکٹر اور جامع تلاشی کے مرحلوں سے گزارا جائے۔ ایسے زبردست پہرے کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ اس کے تمام خواب جھوٹے اور گڑھے ہوئے ہیں۔

کیا کہوں! کیسے وہ گھبرائے ہیں بیٹھے بیٹھے
میں نے شب گھر میں جو اکے کوئی کنکر مارا

مذکورہ بلندیوں کو چھونے کے باوجود "دعوت اسلامی" کے منظر نامہ پر اچانک علامہ ارشد القادری صاحب کا نام ابھارنا کیا تعجب خیز نہیں؟ اسکے پس منظر میں کوئی حکمت بھی ہو سکتی ہے یا کوئی مجبوری بھی۔ کوئی حکمت ہو یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن عطار کے اس اقدام سے انکی مجبوری صاف ظاہر ہوتی ہے۔ مسلک کی سرگردہ ہستیاں رفتہ رفتہ انکی تحریک سے اپنی تائیدات واپس لے رہی ہیں اور تحریک سے انکی پکڑ کمزور ہوتی جا رہی ہے یہ بات تمام دانشوران مسلک اچھی طرح محسوس کرنے لگے ہیں۔ ایسے حالات میں عطار کو کسی مضبوط و مقبول سہارے کی ضرور محسوس ہونا قدرتی بات ہے اور اس وقت وہ مضبوط و مقبول سہارا حضرت علامہ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہی سبب ہے کہ انکو تحریک کے بانی کے منصب پر واپس بٹھا دیا گیا۔ اس وقت حضرت مفتی محمد شمشاد حسین رضوی صاحب کے مندرجہ بالا مضمون کے علاوہ "ماہنامہ کنز الایمان" جولائی ۲۰۰۲ اور "ماہنامہ جام نور" کا رئیس القلم نمبر انجمن کے سامنے ہے۔

ماہنامہ کنز الایمان میں (ص ۳۰) پر محمد یوسف رضا صاحب نے ایک مضمون "علامہ ارشد القادری ایک عظیم قائد" سپرد قلم کیا ہے۔ دعوت اسلامی کے تعلق سے یوسف صاحب رقم طراز ہیں:۔

" اسی طرح دعوت اسلامی نامی بین الاقوامی سطح کا تبلیغی ادارہ بھی علامہ ارشد

القادری صاحب نے ہی قائم فرمایا تھا جو آج دنیا کے ۳۲ ممالک میں دعوت وتبلیغ کا کام کر رہا ہے اور مسجد و مرکز کی شکل میں اربوں روپے کے اثاثے اس تحریک کے ہیں۔ دعوت اسلامی کے قیام کا قصہ بھی بڑا عجیب ہے:۔ علامہ تبلیغی دورے پر کراچی گئے ہوئے تھے وہاں کے علماء نے مسلمانوں میں پائی جانے والی بد اعمالیاں اور دین وسنت سے دوری کی شکایت کی اور کہا کہ آپ ہی کوئی راستہ بتائیے جس سے مسلمانوں کو سنتوں کا عامل بنایا جاسکے اور دین سے قریب کیا جاسکے۔ تو علامہ نے کہا...... آپ کچھ روز کیلئے مجھے ایک کمرہ میں بند کر دیجئے جب میں اس کمرہ سے باہر نکلوں گا تو ''اصلاح اعمال'' کی ایک تحریک لے کر نکلوں گا۔

چنانچہ علامہ کی خواہش پر کراچی کے علماء نے ایک معقول کمرہ کا انتظام کر دیا۔ کئی روز کی فکری کاوشوں کے بعد علامہ نے دعوت وتبلیغ کی تحریک کا ایک خاکہ اور اسکے اصول وضوابط مرتب فرمائے اور پھر علماء کو بلا کر انکو پیش کر دیا جسے دیکھ کر علماء کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور انہیں امید کی کرن نہیں آفتاب نظر آیا۔ اسکے بعد دار العلوم امجدیہ کراچی کی ایک میٹنگ میں مولانا محمد الیاس قادری صاحب کو دعوت اسلامی کا امیر مقرر کیا گیا۔ علامہ کے قائم کئے ہوئے خطوط پر چل کر مولانا محمد الیاس قادری صاحب نے وہ کامیابی حاصل کی جس کی مثال شاذ ونادر ہی مل سکتی ہے۔ آج لاکھوں افراد اس تحریک سے وابستہ ہیں اور نہایت ہی خلوص سے دین وسنت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ''دعوت اسلامی'' کا سالانہ اجتماع جو کراچی میں منعقد ہوتا ہے اس میں کئی لاکھ عاشقان رسول شریک ہوتے ہیں۔ یہ علامہ ارشد القادری صاحب کی فکری صلاحیتوں کا نتیجہ ہے آج ہر وہ شخص جسے دعوت اسلامی سے ہدایت کی روشنی ملی ہے وہ علامہ کے احسان تلے ہے''

محمد یوسف رضا صاحب کے مذکورہ بیان کا چشم دید گواہ کون ہے یا وہ خود وہاں موجود تھے اسکا کوئی ذکر انہوں نے نہیں کیا ہے۔ بالفرض اگر مذکورہ واقعہ کو درست مان لیا جائے تو عبقری صلاحیتوں کے مالک دین وملت کے درد سے سرشار حضرت علامہ کے بارے میں یہ گمان بھی کرنا

درست نہیں کہ انہوں نے کسی تبلیغی تنظیم کا ایسا خاکہ تیار کیا ہو جو منظر عام پر آتے ہی شکوک وشبہات کے گھیرے میں آجائے اور مخلص مفتیان کرام اسکے خلاف قلم اٹھانے کیلئے مجبور ہو جائیں اور ۲۸ سال کے قلیل عرصہ میں مسلک انتشار کا شکار ہو کر مزید ایک اور تقسیم کے دہانے پر پہنچ جائے۔ کیا علامہ جیسی ہستی نے، جنکا کبھی کوئی پلان فیل نہیں ہوا، کسی تنظیم کا ایسا خاکہ بنایا ہوگا جو مسلک کے بنیادی اصول وضوابط سے متصادم ہو۔ دعوت اسلامی کے طریقہ کار کی مندرجہ ذیل دو شقیں واضح طور پر مسلک مخالف اور اس سے متصادم ہیں:۔

(۱) دعوت اسلامی کے اجتماعات صرف اور صرف تبلیغی نوعیت کے ہوں گے۔ معراج ومیلاد النبی ﷺ، اعراس بزرگان دین وغیرہ کے جلسے وجلوس کا انعقاد دعوت اسلامی کے نام سے نہ کیا جائے۔

(۴) بیان میں باطل فرقوں کا رد ہو نہ تذکرہ۔ صرف ضرورتاً مثبت انداز میں اپنے مسلک حقہ کا اظہار ہو۔

کیا ایسے علامہ جنکی تمام زندگی کی جدو جہد میں "ایمان کی حفاظت" سرفہرست رہی ہو اور فرقۂ باطلہ کے خلاف سینہ سپر رہے ہوں، کسی تنظیم کا ایسا خاکہ تیار کر سکتے ہیں جس میں رد باطل، جو ایمان کا فرض اعظم ہے، سے انحراف کو مقدم رکھا گیا ہو کیا وہ کسی ایسی تنظیم کی منظوری دے سکتے ہیں جسکے منشور میں اور جسکی کتابوں میں "ایمان وعقائد" کی تبلیغ کا ذکر ہی نہ ہو۔ دعوت اسلامی پر باطل فرقوں سے اشتراک کا شبہ کرنے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ وہابیوں کی طرح صرف اعمال کی تبلیغ سے سروکار رکھتی ہے اور ایمان وعقائد کے ذکر سے گریز کرتی ہے۔

راہبر تو کجا اسے ہم سفر نہ بنایئے　　　منزلوں کی خبر نہ ہو جسے راستوں کا پتہ نہ ہو

کیا حضرت علامہ نے ایسا خاکہ تیار کیا ہوگا کہ جو علماء ومشائخ کی توہین اور عوام کو ان سے متنفر کرنے کا موجب بننے والا ہو۔ الیاس کی مندرجہ ذیل خصوصی ہدایات اسکی واضح دلیل ہیں:۔

(۱) علماء مقدس پتھر ہیں ان کے ہاتھ چوموں اور آگے بڑھ جاؤ۔ علماء نے دین کا کام نہ کیا ہے نہ کرنے دیں گے۔

(۲) اپنے مرکز خانقاہوں سے دور بناؤ ورنہ خانقاہوں سے لوگ بیعت ہوتے رہیں گے۔

خانقاہوں سے بیعت ہو والے لوگ دین کے کام میں دلچسپی نہیں رکھتے۔

نہیں ہرگز نہیں! حضرت علامہ کو موجودہ وضع قطع والی دعوت اسلامی کا بانی کہنا اسکے مذکورہ مفاسد کی ان سے تائید کرانے کے مترادف ہے جو انکی بیداغ شخصیت کو داغ دار بنانے کی سازش معلوم ہوتی ہے۔ وہ ایسی کسی تحریک کی داغ بیل ہرگز نہیں ڈال سکتے تھے جو مسلمانوں کو حرام وکفر کی جانب لے جانے اور مسلک میں انتشار برپا کرنے کا موجب بنے۔

اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ تحریک کا خاکہ حضرت علامہ نے ہی تیار کا تھا تو اس خاکہ میں مذکورہ مفاسد کے رنگ بھرنے والے تو عطار صاحب ہی ہیں جو کفراور امور حرام کے جواز تیار کر رہے ہیں۔ وہ بتائیں کہ حضرت علامہ کا اپنے ہاتھ سے تیار کردہ وہ اصل خاکہ کہاں ہے جو انہوں نے تین دن کی کاوشوں کے بعد تیار کیا تھا اور تنظیم کا امیر بناتے وقت انکے سپرد کیا تھا۔ اس خاکہ کے ساتھ وہ اصول و ضوابط بھی منظر عام پر لائے جائیں جو حضرت علامہ نے مرتب فرمائے تھے۔ اگر تحریک کا خاکہ علامہ نے ہی بنایا تھا تو کیا یہ کہنا غلط ہوگا کہ حضرت کے قائم کردہ خطوط و اصول وضوابط کفر وحرام کے طرفدار عطار نے بدل ڈالے اور پر فتور اپنے منصوبے کے مطابق ایسے اصول و ضوابط تیار کئے جو مسلک سے متصادم ہیں اور جن کو مخلص و محتاط مفتیان کرام نے کبھی قبول نہیں کیا، جن میں حضرت تاج الشریعہ کا نام سرفہرست ہے اس لئے محمد یوسف رضا صاحب کا یہ کہنا درست نہیں کہ حضرت علامہ کے قائم کردہ خطوط پر چل کر عطار نے بے مثال کامیابی حاصل کی۔نام نہاد دعوت اسلامی کی موجودہ پرفتن شکل ہرگز علامہ کی فکری صلاحیتوں کا نتیجہ نہیں ہے۔ ہاں !عطار نے کامیابی ضرور حاصل کی لیکن ابلیس کا پیروکار بن کر اور ناجائز امور کو جائز قرار دیکر "دعوت اسلامی" کے لئے عوام میں کشش پیدا کرکے

حاصل کی اسی لئے تو ابلیس رقص کر رہا ھے کہ شیطانی .T.V کو اب خود ان لوگوں نے جائز قرار دیکر اپنے گھروں میں داخل کر لیا ھے جو اسے شیطان کھکر چوراھوں پر توڑا کرتے تھے۔

مذکورہ حالات کے پیش نظر کیا یہ کہنا غلط ہوگا کہ عطار میاں کے تار یہودی لابی ہلا رہی ہے؟

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ — جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

کیوں کہ حضرت علامہ عطار مکار کی مسلک مخالف سرگرمیوں سے آگاہ ہو چکے تھے اسی لئے ۲۰۰۰ء میں عرس مارہرہ مقدسہ شریف کے موقع پر ''دعوت اسلامی'' سے اپنی بیزاری کا برملا اظہار کیا اور علماء کرام کو اس تحریک سے دور رہنے کی ہدایت فرمائی جیسا کہ حضرت مفتی شمشاد صاحب قبلہ نے اپنے مندرجہ بالا مضمون میں تحریر فرمایا ہے۔

سمجھ میں کچھ نہیں آتا یقیں کس کا کیا جائے — دشمن سے مل کر بھائی بھی سر کاٹ لیتا ہے

جام نور کے رئیس القلم نمبر میں (ص ۶۳) پر کیئے گئے سوال کے جواب میں حضرت علامہ کا جواب بھی معتبر معلوم نہیں ہوتا اور یہ جواب بھی خوابوں کی طرح گڑھ کر حضرت علامہ سے منسوب کر دیا گیا معلوم ہوتا ہے۔ یہ شبہ بے وجہ نہیں ۱۹۸۲ء میں حضرت علامہ نے اس تحریک کو قائم کیا ہو یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بات کوئی باشعور ذہن قبول نہیں کر سکتا کہ اسکے اصول وضوابط بھی یہی تھے جس پر آج عطار صاحب کاربند ہیں۔ یہ بھی مانا جا سکتا ہے کہ "فیضان سنت" کا خاکہ بھی حضرت علامہ نے مرتب کیا ہو لیکن دین وملت کا درد رکھنے والا کوئی بھی شخص ہرگز یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ وہ خاکہ کفر انجام عبارتوں سے بھرا ہوگا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "فیضان سنت" کے مفاسد اور کفریات کی جانب سے خواص وعوام کا دھیان ہٹانے اور اسکو معتبر بنانے کے لئے حضرت علامہ سے منسوب کیا جا رہا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت علامہ نے فیضان سنت کا ایسا خاکہ تیار کیا ہو جس میں اللہ تعالیٰ کی حکومت کو "ظالم حکومت" اور رمضان المبارک کو "ظالم حکومت کے چنگل" اور عید الفطر کو "ظالم حکومت کے چنگل سے آزادی" کا نام دیا گیا ہو۔ فیضان سنت کی اس تحریر پر فتویٰ کفر صادر ہونا اس بات کی تردید کرتا ہے کہ ''فیضان سنت'' کا خاکہ حضرت علامہ نے تیار کیا تھا۔ حضرت علامہ ۲۰۰۰ء تک عطار مکار کے فریب سے واقف ہو چکے تھے۔ یہی سبب ہے کہ

انھوں نے سنہ ۲۰۰۰ء میں عرس مارہرہ شریف کے موقع پر دعوت اسلامی سے اپنی بیزاری کا اظہار فرمایا اور علماء کرام کو اس تحریک سے دور رہنے کی ہدایت فرمائی۔

جام نور یا "جام فتور"

حضرت علامہ اگر آج بقید حیات مسلک کے منظر نامہ پر متحرک ہوتے تو علماء مبارکپور اور خوشتر میاں یہ جرأت نہیں کر سکتے تھے کہ وہ خلاف مسلک اعلیٰ حضرت سرگرمیوں میں ملوث ہو جاتے اور انکے "جام نور" کو "جام فتور" بنا دیا جاتا۔ انکی مقدس روح یہ دیکھ کر یقیناً اذیت میں ہوگی کہ جن لوگوں کو اپنی جدوجہد کا وارث چھوڑ کر آئے تھے وہی لوگ انکی وراثت میں خیانت کر رہے ہیں اور انکی نصیحت سے انحراف کرتے ہوئے گمراہ کن، وہابیت سے نزدیکیاں بڑھانے والی اور مسلک اعلیٰ حضرت میں انتشار برپا کرنے والی نام نہاد دعوت اسلامی کی تائید واعانت اور عطار کی غلامی کا طوق گلے میں ڈالے اسکے تلوے چاٹ رہے ہیں اور صلح کلیت فروغ دینے میں پیش پیش ہو گئے ہیں جس کے سبب نائب قاضی القضاۃ علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اور دیگر ممتاز مفتیان کرام کو جام نور پڑھنے پر پابندیاں لگانی پڑیں۔ اس پابندی سے حضرت یقیناً خوش ہوئے ہونگے کہ انکا "جام نور" اب "جام نور" نہیں رہا "جام فتور" بن چکا ہے اس پر پابندی لگنی ہی چاہئے تھی۔ یہ لوگ ایک طرف حضرت علامہ کے نام کی کتابیں لکھ کر دولت کما رہے ہیں اور دوسری جانب فرقۂ باطلہ سے صلح کی جا رہی ہے۔

علمائے مبارکپور کی یہ دیرینہ خواہش رہی ہے کہ "اہل سنت و جماعت" کا مرکز بریلی شریف سے ہٹا کر مبارکپور لایا جائے۔ اس جذبۂ انحراف کے پس منظر میں کون سے عوامل کارفرما ہیں یہ تو نہیں کہا جا سکتا ہے ہاں ایک بات جو صاف نظر آرہی ہے وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے ذہن "جذبۂ تخریب" کا شکار ہو گئے ہیں۔ لیکن بقول حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ "بریلی شریف کی مرکزیت اعلیٰ حضرت سے ہے تم لوگ اعلیٰ حضرت کہاں سے لاؤ گے؟

فریبی عطار کا منصوبہ بھی ابتدا سے ہی سیدی اعلیٰ حضرت کا متبادل تیار کرنے کا رہا ہے جس کے لئے وہ اپنے لڑکے کا نام "احمد رضا" رکھکر مسلک اعلیٰ حضرت سے متوازی اپنے نئے مسلک کے لئے نئے "اعلیٰ حضرت" کو وجود میں لانے کیلئے زمین ہموار کرنے میں مصروف ہے۔

جسے اس نے طریقۂ کار کی "دشق ۲" میں مسلک حقہ کا نام دیا ہے اور عوامی ذہن ہموار کرنے کیلئے سیدی اعلیٰ حضرت کے نام کو مقدم رکھا جارہا ہے جیسا کہ وہ اعلان کرتے ہیں کہ مدنی چینل مسلک اعلیٰ حضرت کی دھوم مچارہا ہے یا دعوت اسلامی نے اعلیٰ حضرت کو دنیا میں متعارف کرایا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ سیدی اعلیٰ حضرت کا نام اب صرف نام نہاد دعوت اسلامی کی تشہیر کیلئے استعمال کیا جاتا ہے انکی خاص محافل میں سیدی اعلیٰ حضرت کا کلام پڑھنے کی ممانعت ہے صرف عطار مکار کا کلام پڑھا جاتا ہے۔

جب دو شاطر تخریب کار ایک ہی منزل کے مسافر ہو جاتے ہیں تو "معاونت کا کوئی معیار کوئی حد قائم نہیں رہتی۔ عطار مکار اور علماء مبارکپور ایک تھالی کے دوست بن چکے ہیں۔ عطار مکار کی مکاریاں اور نام نہاد دعوت اسلامی کے مقاصد محتاط و مخلص مفتیان اہل سنت پر پہلے ہی واضح ہو چکے تھے اور اب علمائے مبارکپور اور انکے ہمنواؤں کی خلاف شرع اور مسلک اعلیٰ حضرت مخالف سرگرمیاں اور عطار سے انکا غائبانہ اشتراک واضح طور پر سامنے آچکا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غالباً دونوں سازش کنندگان مندرجہ ذیل خفیہ معاہدہ میں بندھ چکے ہیں:۔

"تم مرکز بریلی شریف کا وجود مٹانے اور مسلک اعلیٰ حضرت میں تخریب کاری کرنے کیلئے ہماری مدد کرو ہم تمہاری دعوت اسلامی کی اعانت میں شرعی حدود بھی توڑنے سے گریز نہیں کریں گے"

پچھلے شعبان معظم میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے نام نہاد مولوی مبارک حسین اشرفی، مولوی بدر عالم مصباحی اور مولوی نسیم نے مدنی چینل پر آکر کہا "مدنی چینل اور الیکٹرانک میڈیا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں "اور مسلمانوں سے اپیل کی "وہ اپنے بچوں کو مدنی چینل دیکھنے کی تاکید کریں"۔ اسکے علاوہ مساجد میں یہ دعا مانگا جانا "معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو "مدنی چینل" دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے" کیا یہ سب ان دونوں سازشیوں کے مابین کسی خفیہ معاہدہ کی واضح دلیل نہیں اور کیا اس سے یہ اشارہ نہیں ملتا کہ مبارکپور کے ایسے حضرات اجتہاد کے نام پر مسلک اعلیٰ حضرت سے منحرف ہو چکے ہیں۔ کیا ان حضرات کی فہم و فراست کو دیمک چاٹ گئی کہ وہ اتنا بھی سمجھنے سے قاصر ہو چکے ہیں کہ جو تنظیم مسلسل اللہ تعالیٰ اور حبیب اکرم ﷺ کی شان

مقدس میں گستاخیوں سے باز نہ آتی ہو، جو وہابیت کی واضح پہچان ہے، کل وہ غلبہ حاصل کر لینے کے بعد انکے مبارکپور اور مسلک اعلیٰ حضرت سے نسبت رکھنے والے مدارس اور ادارہ جات کو بخش دیں گے۔ مساجد اور دینی مدارس پر جبراً قبضہ کرنا شروع کر دیا گیا ہے یہ انکے اس ہی خفیہ منصوبہ کی کڑی معلوم ہوتی ہے۔ بیشتر متولیان اور ائمۂ مساجد انکی ہی بولی بولتے نظر آرہے ہیں اور عطار کا یہ اعلان کہ تاج الشریعہ اور صاحب سجادہ سبحانی میاں کی اگلی نسل عطاری ہوگی، علماء مبارکپور سے ہوئے معاہدہ کے پس منظر میں کیا گیا معلوم ہوتا ہے۔ اگر عطار اعلیٰ حضرت کا متبادل تیار کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اگلی نسل دریافت کریگی ''کون سے احمد رضا'' بریلی والے یا کراچی والے۔ کاش دانشورانِ مسلک دعوت اسلامی کے مفاسد کو نظرانداز نہ کرتے اور ابتدا ہی میں اس کو لگام دے لیتے تو آج مسلک مزید ایک اور تقسیم کے دہانے پر نہ آ کھڑا ہوتا؟ آخر کیوں؟ علماء مبارکپور اور انکے ہمنوا خودکشی پر آمادہ ہیں اور مرکز بریلی شریف کی رقابت میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ اپنی آخرت کی بھی پرواہ نہ رہی۔

حضرت مفتئ اعظم ہند رحمة الله علیه کے دور میں یه بات خواب میں بھی نهیں سوچی جا سکتی تھی که علماء اهلسنت و جماعت اگر دیانت کی کسوٹی پر کسے گئے تو اس درجه کمزور ثابت هونگے که اپنے ایمان و مسلك کا بھی سودا کر گزرینگے۔

کیوں زمانہ کی ہوا پہ تو ناز کرے ہے　　　رخ ہواؤں کا بدلتے کوئی دیر لگے ہے

ایک تیر دو نشانے

اپنے مبلغین کے نام عطار مکار کی ۵ خصوصی گمراہ کن ہدایات اور دیگر وجوہات کی بنا پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ نام نہاد ''دعوت اسلامی'' علماء و مشائخ مخالف جماعت ہے جیسا کہ حضرت مفتی شمشاد صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ عطار نے عطاریوں کا ذہن اس حد تک تو پہنچا ہی دیا ہے کہ وہ حضرت تاج الشریعہ اور دیگر ممتاز مفتیان کرام کی تحقیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تاج الشریعہ ''امام ابوحنیفہ'' تو نہیں کہ انکی ہر بات مانی جائے، علماء تو وہ بھی ہیں جو فوٹو، ویڈیو اور ٹی وی کو جائز قرار دیتے ہیں۔

پہلا نشانہ:۔ حضرت علامہ ارشد القادری کو مسلک میں ایک منفرد مقام حاصل ہے اور تمام علماء انکی صلاحیتوں اور جذبۂ دین وملت کا اعتراف کرتے ہوئے انکے کردار اور انکے طریقہ

جہاد سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ عطار کو اپنے مقابلہ میں حضرت کی یہ پوزیشن بھی کھٹک رہی ہوگی اسی لئے اس نے حضرت علامہ کو حرام و کفر انجام عبارتوں والی نام نہاد دعوت اسلامی کا بانی قرار دے کر دانشوران مسلک میں انکی عظمت و وقار کو داغدار کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

دوسرا نشانہ:۔ دوسری جانب نام نہاد ''دعوت اسلامی'' کی مسلک مخالف سرگرمیوں اور اس کو نقصان پہنچانے والی پالیسی کے پیش نظر ممتاز ذمہ داران مسلک جب اپنی تائیدات واپس لینے کی جانب بڑھنے لگے تو عطار نے اپنی تحریک کی گرتی ہوئی ساکھ کو بچانے کیلئے حضرت علامہ کی مقبولیت کا فائدہ اٹھانے کا عزم کیا اور انکو ''دعوت اسلامی'' کا بانی کہنا شروع کردیا۔

الیاس عطار بتائیں کہ جب حضرت علامہ ہی دعوت اسلامی کے بانی تھے تو انکے سر سے بانی کا تاج اتار کر اپنے سر پر کیوں رکھا اور جب رکھ ہی لیا تھا تو یہ تاج اب انکو واپس کیوں کیا جارہا ہے؟

لیکن حقیقت وہی ہے جو حضرت مفتی محمد شمشاد حسین رضوی صاحب نے اپنے نایاب اور خدا لگتے اور حقیقت سے بہت نزدیک مضمون میں تحریر کی ہے اور انجمن یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہے کہ حضرت علامہ ہرگز ایسی تحریک کے بانی نہیں ہوسکتے جسکا خاکہ اور اصول وضوابط مسلک کو منشم کرنے کیلئے تیار کئے گئے ہوں اور اگر واقعی حضرت علامہ ہی دعوت اسلامی کے بانی ہیں تو ان کے تیار کردہ اصل خاکہ میں مفاسد کا شائبہ بھی ہونا ممکن نہیں۔ دوسری صورت میں خاکہ حضرت علامہ کا تیار کردہ ضرور ہوسکتا ہے لیکن اس میں مسلک مخالف اصول ضوابط کے جو رنگ بھرے گئے ہیں وہ عطار نے اپنے علیحدہ اس ''مسلک حقہ'' کے مطابق خود ہی بھرے ہیں جسکا ذکر طریقۂ کار کی شق ۴ میں کیا ہے اور اب اس کے مطابق اپنے نئے مسلک کو وجود میں لانے کے لئے رفتہ رفتہ مسلک اعلیٰ حضرت سے انحراف کیا جارہا ہے اور اپنے اصول وضوابط کے رنگوں کو حضرت سے منسوب کرکے ان کی تائید حاصل ہونے کا تاثر دیا جارہا ہے۔

ہمیں تو آخر یہ دیکھنا ہے رہیگی لہجہ کی دھار کب تک
تمہارے لفظوں کی قینچیوں سے پرندے ہونگے شکار کب تک

عطار صاحب کیلئے اب بھی موقع ہے کہ وہ حضرت تاج الشریعہ کے ہاتھ پر تائب ہوجائیں اور ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کا سچا خادم بن کر اپنی تمام تر توانائیاں اُس کی تبلیغ و ترویج پر صرف کرنے کیلئے آگے آئیں۔ اسی صورت میں انکی اور انکے عطاریوں کی آخرت محفوظ رہ سکتی ہے ورنہ جہنم کا راستہ تو اختیار کر ہی لیا ہے۔

دیگر موضوعات

(۱) مرید کے لیے پیر کا مقام

شیخ ہادی (پیر) کا حکم رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے اور رسول کا حکم اللہ کا حکم ہے اور اللہ کے حکم میں دم مارنے کی مجال نہیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: شیخ کے زیر حکم ہونا اللہ و رسول کے زیر حکم ہونا ہے۔ پیروں پر اعتراض سے بچے کہ یہ مریدوں کے لیے زہر قاتل ہے۔ کم کوئی مرید ہوگا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فلاح پائے۔ حضرت امام ابوالقاسم قشیری ''رسالہ'' میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابو سہل صعلوکی نے فرمایا: جو اپنے پیر سے کسی بات میں ''کیوں'' کہے گا کبھی فلاح نہ پائے گا۔ (ارشادات اعلیٰ حضرت، صفحہ:63,64)

حدیث پاک:۔ ''قرب قیامت میں ایسا وقت آئے گا صبح کو لوگ مسلمان ہوں گے، شام کو کافر ہو جائیں گے، شام کو مسلمان ہوں گے صبح کو کافر ہو جائیں گے''۔

خلافِ شرع احکام اور بے عمل پیروں کی پیروی جائز نہیں۔ بیعت کی شرائط (قانون شریعت جلد اول ص: ۳۳) دیکھ کر ہی بیعت ہونا چاہیے۔ کوئی پیر بے عمل ہو اور ٹی.وی دیکھتا ہو اور بلا ضرورت شرعی فوٹو کھنچواتا ہو، ویڈیو بنواتا ہو یا دیگر کارِ حرام میں مبتلا ہو تو اس سے ترغیب لے کر خود بے عمل ہو جانا، ٹی.وی دیکھنا اور بلا ضرورت شرعی فوٹو کھنچوانا یا ویڈیو وغیرہ بنوانا، خود کو ہلاکت میں ڈال لینا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ لوگ اپنے پیر کا فوٹو آگے رکھ کر نماز پڑھتے ہیں، (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) اس طرح نماز تو کیا ہوگی مزید گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے اور یہ عمل مورتی پوجا کی جانب لے جائیگا۔

آج کل اسلام کے نام پر متعدد ٹی.وی چینل مسلمانوں کو فریب دے رہے ہیں، کارِ حرام شامل کر لینے کے سبب کسی بھی چینل کو اسلامی چینل نہیں کیا جا سکتا۔ مدنی چینل اور زیادہ فریب کن ہے کہ اسے مسلک اعلیٰ حضرت کا چینل کہا جاتا ہے۔ Q.TV، Etv اُردو، Peace TV اور Zee Salam کارِ حرام کے علاوہ فرقۂ باطلہ کے اڈے ہیں جو ایمان کیلئے خطرہ ہیں۔ یہی سبب ہے کہ

علماء کرام فرماتے ہیں۔
TV ایمان کو اس طرح صاف کر دیتا ھے جیسے استرا سر کے بال صاف کر دیتا ھے۔

باعمل پیر خود بھی ٹی.وی نہیں دیکھتے اور کارِ حرام سے دور رہتے ہیں اور اپنے مریدین کو بھی حق بات بتاتے ہیں اور کارِ حرام میں مبتلا نہ ہونے کی تنبیہ فرماتے ہیں۔ اب یہ مریدین پر منحصر ہے کہ وہ اپنے پیر محترم کا حکم مان کر جنت کا راستہ اختیار کرتے ہیں یا شیطان کی پیروی کر کے دوزخ کا رُخ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حبیب اکرم ﷺ کے صدقہ میں تمام مسلمانوں کو شرِ ابلیس ور جال سے محفوظ فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۲) محترم علماء اھل سنت کی خدمت میں ایک اھم اور منفرد جسارت

سیدی اعلیٰ حضرت کی زندگی کا سب سے اہم اور روشن پہلو "علم" کا ہے لیکن دوسرا پہلو "خانقاہی" پہلو بھی ہے ایک ولی کامل اور باطنی طور پر اصلاح فرمانے والے سیدی اعلیٰ حضرت کا اپنا رنگ ایک منفرد رنگ ہے۔ صاحب علم وفہم حضرات اس سے بخوبی واقف ہیں۔ انجمن یہ محسوس کرتی ہے کہ آپ حضرات نے سیدی اعلیٰ حضرت کی زندگی کا دوسرا پہلو نظر انداز کر رکھا ہے اور اس سے کبھی استفادہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ حضرات اپنے تمام مسائل دنیاوی انداز میں حل کرتے ہیں اور پریشان رہتے ہیں۔ آپ حضرات کو خانقاہی نظام تربیت کی ضرورت ہے تاکہ آپ کا "نفس" "نفس مطمئنہ" کی منزل تک پہنچ سکے۔ کیا آپ حضرات کبھی اپنے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں "نفس مطمئنہ" کی طلب لیکر حاضر ہوئے ہیں؟ شائد نہیں۔

اب تک نہ سہی، چلیے اب ہی اس طلب خاص کے ساتھ حاضر ہوں اور سیدی اعلیٰ حضرت کی کرامات دیکھیں۔ ساتھ ہی دنیائے تصوف کی نادر و نایاب تصنیف "سلک السلوک" کا مطالعہ بھی ضرور کریں اس کتاب کے مصنف حضرت علامہ الشیخ حافظ خواجہ ضیاء الدین نخشی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور سلک ۱۳۱ اص ۳۱۹ پر فرماتے ہیں:۔

"اے میرے عزیز! کیا ھی مناسب ھو کہ عالم درویش ھو اور درویش عالم بن جائے۔ جس عالم کے یہاں فقر کی چاشنی نھیں اسکی مثال حیوان درندہ کی ھے اور جس درویش میں علم کی حلاوت نھیں وہ کسی نصرت کے لائق نھیں"

(۳) متضاد فتاویٰ اور محفوظ راہ

ایک موضوع پر جب دو متضاد فتاوٰی سامنے ہوں تو مسلمانوں کا متذبذب ہو جانا قدرتی بات ہے۔ ایسی صورت میں اس فتوے پر عمل کرنا چاہیے جس میں آخرت محفوظ رہنے کا یقین ہو۔ مثال کے طور پر ویڈیو اور ٹی.وی کی تصاویر، تصاویر ہی ہیں جو عندالشرع حرام ہیں۔ کچھ ناعاقبت اندیش نفس پرست مفتیوں نے عوام میں مقبولیت اور شہرت حاصل کرنے کی غرض سے ان تصاویر کو عکس کا نام دے کر ٹی.وی، موری کو جائز قرار دے دیا، اس کو "دماغی افترا" ہی کہا جائے گا اور اختراع پر شرعی مہر ثبت نہیں کی جاسکتی۔ یہ اجتہاد یا اختلاف نہیں یہ شرع مطہرہ اور مسلک اعلیٰ حضرت سے واضح انحراف ہے۔

اب ذرا سوچیے اگر میدان محشر میں اس "دماغی افترا" کو رد کر دیا گیا تو اس پر عمل کرنے والوں کو کیا جہنم کی ہوا نہ کھانی پڑے گی؟ ایسی صورت میں تصویر کو حرام جان کر ترک کرنے والے محفوظ و مامون رہیں گے۔ اسی لیے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ ان فتووں پر عمل کریں جو شرع مطہرہ کے زیادہ نزدیک ہوں اور جن میں آخرت کیلئے کوئی اندیشہ (Risk) نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ ویڈیو، ٹی.وی. کا استعمال نہ کرنے میں آخرت زیادہ محفوظ ہے اس لیے انھیں ترک کرنا ضروری ٹھہرا۔

(۴) اب بھت دیر ھو چکی

کسی مرض کا فوری علاج نہ کیا جائے تو وہ جڑ پکڑ لیتا ہے پھر اس کا علاج یا تو طویل ہو جاتا ہے یا وہ مرض لاعلاج ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نام نہاد دعوتِ اسلامی جب اہل سنت وجماعت کی آبادیوں میں اتری، گو کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھی لیکن جلد ہی ایمان وعقائد

کی تبلیغ سے بے نیاز "مسلک مخالف" منشور اور اس کا طریقہ کار، جس کو پوشیدہ رکھا گیا تھا، کسی طرح مفتیان کرام تک پہنچ گیا۔ یہی وقت تھا کہ عطار کو بریلی شریف بلا کر جبراً منشور درست کرایا جاتا اور مسلکی اصول وضوابط پر سختی سے کار بند رہنے کا حکم دیا جاتا اور احکام سے روگردانی کی صورت میں اس پر قدغن لگائی جاتی اور تائید کنندگان کو مسلکی نقصان سے آگاہ کیا جاتا اور ان کو تائید واعانت اور اس میں شمولیت سے روکا جاتا لیکن ایسا کچھ نہ کیا گیا افسوس صد افسوس! کہ اس تباہ کن موضوع پر کبھی نہ کوئی میٹنگ بلائی گئی اور نہ کوئی سیمینار منعقد نہیں کیا گیا۔ اگر ذمہ داران مسلک مذکورہ اقدامات بروقت کر لیتے تو آج عطار مکار علماء اہل سنت کے سامنے سینہ تانے نہ کھڑا ہوتا۔ لیکن اس کے پر کترنے کے بجائے اس کو اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لیے آزاد چھوڑ دیا گیا جس سے مسلک اعلیٰ حضرت کی کالی بھیڑوں، صلح کل ذہن رکھنے والوں کو اپنی سرگرمیاں تیز کرنے کا موقع مل گیا اور پھر جو کچھ اس نے کیا وہ آپ "ابلیس کا رقص" میں پڑھ چکے ہیں اور جو کچھ کر رہا ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اپنی حکمت عملی کے تحت وہ اہل سنت کی مساجد و مدارس اور ان کے اثاثوں پر رفتہ رفتہ قبضہ کرتا چلا جا رہا ہے۔ اسلام مخالف اس کے اقدامات بالخصوص ٹی۔وی، ویڈیو مساجد کی بے حرمتی تک پہنچ چکے ہیں۔ مخالفین پر تشدد اور جارحانہ اقدام شروع کر دیئے گئے ہیں۔ علمائے اہل سنت کے جلسوں میں ہنگامہ آرائی کی جرأت ان میں آچکی ہے کیا یہ عطار کا فتنوں کا فنکار اور سرکش ہونا ثابت نہیں کرتا کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا چلا جارہا ہے اور اس کو روکنے کی تدا ویر کوئی نہیں؟ ایسے حالات کے لیے صرف دانشوران مسلک ہی ذمہ دار ہیں جو چند فتوے، چند جلسے جلوس اور چند احکام واشتہارات کو کافی سمجھ کر اپنی ذمہ داریوں سے منھ موڑے رہے اور کبھی مساجد میں بھی اس خطرناک فتنے پر اپنی زبان سے دو آگاہی الفاظ نہ بولے گئے، جس کے نتائج سامنے ہیں:۔

نوجوان نسل عطار کی ذہنی طور پر غلام بن چکی ہے جو مخلص مفتیان کرام کی کوئی بات سننے کو تیار نہیں ہے، ان کے فتوے ان کے جلسے ان کے اشتہار بے اثر ثابت ہو رہے ہیں اور عطاری اژدہا ذمہ داران مسلک اور انکے مراکز کو نگلنے کے لیے تیار ہے۔ پاکستان میں یہ کام شروع ہو چکا ہے اور مفتیان اہلسنت ایک کونہ میں دبکے اپنی خیر منا رہے ہیں اسلئے کیا یہ کہنا غلط ہوگا کہ اب بہت دیر

ہو چکی ہے اور مرض لاعلاج ہو چکا ہے اور اب ایک بڑے آپریشن کی ضرورت ہے۔

(۵) اسلام قربانی چاھتا ھے

مرض جب لاعلاج ہو جاتا ہے تو ایک بڑے آپریشن کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں سے قربانی چاہتا ہے شاید اسی لیے فتنہ دعوتِ اسلامی ایک اژدہے کی شکل تک پہنچی ہے کہ اسلام اس کی سرکوبی میں اپنے ماننے والوں کا امتحان لے اور ان سے قربانی طلب کرے۔ اے برادرانِ اسلام! اگر تمہارے گھر میں دشمن گھس آئے تو کیا "تک تک دیدم، دم نہ کشیدم" کی مانند بنے رہو گے اس سے نبرد آزما نہ ہو گے؟ نام نہاد دعوتِ اسلامی نے بھی آپ کے مسلک میں سیندھ لگا لی ہے۔ اس اژدہے کا سر کچلنے کے لیے قربانیاں دے کر اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ اگر آج آپنے انکو اپنے مدارس و مساجد سے نہ نکالا تو کل وہ آپکو آپکے مراکز سے نکال پھینکیں گے بلکہ یہ کام شروع ہو چکا ہے۔

اے مسلماں سن یہ نکتہ درسِ قرآنی میں ہے عظمتِ اسلام مومن صرف قربانی میں ہے

اے برادران اسلام! کوئی رہبر اگر تمہاری رہنمائی کے لیے آگے نہ آئے تو اپنے رہبر خود بن جاؤ اور:۔

خود اپنی ضرورتوں پہ جاگنا سیکھو جگانے والے کا کیا وہ سو بھی سکتا ہے

اس لیئے

طوفانوں پر وار کرو ہاتھوں کو پتوار کرو ملاحوں کا چکر چھوڑ و تیر کے دریا پار کرو

اللہ تبارک وتعالیٰ حبیب اکرم ﷺ، حضرت غوث الوریٰ اور سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپکے حامی و ناصر ہوں۔ حق ہمیشہ فتح یاب ہوا ہے اور انشاءاللہ ہمیشہ فتح یاب رہے گا۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ اپنے ایمان کا محاسبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ضمانت کے طور پر فرماتا ہے:۔

انتم الاغلون انکنتم مومنین

(بیشک تم ہی غالب اور کامیاب رہو گے اگر تم مومن رہے۔)

دورِ حاضر کے مسلمان نہ غالب ہیں اور نہ کامیاب، دنیا کی کمزور ترین قوم بن کر رہ گئے ہیں اس لیے مذکورہ آیت کریمہ کی روشنی میں خواص و عوام کو اپنے ایمان کا محاسبہ کرنا چاہیے۔

چھپتے چھپتے

انجمن تحفظ ایمان کی عظیم کامیابی   دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو گیا

حضرت تاج الشریعہ قبلہ نے ۱۹۹۵ میں "دعوت اسلامی کی اعانت اور اس میں شمولیت ہرگز جائز نہیں" فرما کر واضح کر دیا تھا کہ نام نہاد دعوت اسلامی مسلک اعلیٰ حضرت کی تحریک نہیں ہے۔ انجمن نے پالنہ میں اس کے پیر دیکھ کر یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ تحریک اپنے قدم رفتہ رفتہ وہابیت کی جانب بڑھا رہی ہے۔ اس ضمن میں ۲۰۰۵ء میں ایک کتابچہ بنام "دعوت اسلامی کے قدم وہابیت کی جانب کیوں" شائع کر کے عوام اہل سنت کو اس خطرناک ترین فتنہ سے آگاہ کر دیا تھا۔

حضرت تاج الشریعہ نے ۱۵ سال کے طویل عرصہ تک اس فتنہ کے بارے میں لب کشائی کیوں نہ فرمائی یہ بات حضرت ہی بہتر جانتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت تاج الشریعہ تقریباً ایک سال سے واضح طور پر نام نہاد دعوت اسلامی اور سنی دعوت اسلامی دونوں تنظیموں کے بائیکاٹ کا حکم مسلسل فرما رہے ہیں اور اب ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو ممبئی کے ایک جلسہ میں واضح طور سے فرما دیا:-

دعوت اسلامی اور سنی دعوت اسلامی مسلک اعلیٰ حضرت کی تحریک نہیں ہیں۔ ان سے بچو

نام نہاد دعوت اسلامی اگر مسلک اعلیٰ حضرت کی تحریک نہیں تو کیا وہ وہابی دوست تحریک نہ ہوئی اور کیا اسکے امیر الیاس عطار وہابیوں کے ولدار نہ ہوئے۔ انکی تحریک کے طریقۂ کار کی شق (۱) و (۴) تو چیخ چیخ کر انکے وہابیت پسند ہونے کا اعلان کر رہی ہے (K.R.I ص 27) انجمن ایک بار پھر عطار صاحب سے عرض کرتی ہے کہ کبھی آپ گر گئے تھے کوئی بات نہیں، حق واضح ہو چکا ہے اب سنبھل جائیے اور وہابیت کے زمرہ میں گردانے جانے سے قبل خود کو اور اپنے عطاریوں کو بچا لیجئے۔ انجمن مسلک اعلیٰ حضرت سے گم ہو کر عطار مکار کی گود میں بیٹھ جانے والے حضرات سے بھی درخواست گزار ہے کہ حضرت تاج الشریعہ کے مذکورہ حکم کے بعد اپنے موقف پر نظر ثانی فرمالیں اور عطار کی غلامی سے آزاد ہو کر اپنے اعلیٰ حضرت کی غلامی میں لوٹ آئیں جہاں حفاظت ایمان کی ضمانت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حبیب اکرم ﷺ کے صدقہ میں آپ اور آپ جیسے تمام گم شدہ حضرات کو سیدی اعلیٰ حضرت کا پتہ یاد دلا دے، آمین۔

کیا دعوت اسلامی کی تائید و اعانت کنندگان کا ایمان سلامت رہا؟

شرع مطہرہ کے اس قانون سے خواص و عوام اچھی طرح واقف ہیں کہ ''جو چیز بے شبہ حرام ہو اسکو حلال جاننا اور جو یقیناً حلال ہو اسکو حرام جاننا کفر ہے جبکہ یہ حرام و حلال ہونا معلوم و مشہور ہو یا یہ شخص اسکو جانتا ہو'' (قانون شریعت جلد اول ص ۲۹)

اللہ تبارک و تعالیٰ کی حکومت کو ''ظالم حکومت'' ، رمضان المبارک کو ''ظالم حکومت کا چنگل'' اور عید الفطر کو ''ظالم حکومت کے چنگل سے آزادی'' کا نام دینے والے، علماء و مشائخ عظام کی توہین کرنے والے شیطانیت کے دلدار عطار مکار پر پہلے ہی متعدد فتاویٰ کفر عائد ہیں، لیکن وہ تا ہنوز توبہ و تجدید ایمان و بیعت وغیرہ سے گریزاں ہے اس کے علاوہ اسکا صلح کلی کردار پہلے ہی سامنے آچکا ہے اور مزید یہ کہ وہ مرتد طاہر القادری تک کو دوست رکھتا ہے۔ پچھلے سال اسنے ٹی۔وی، مووی جائز قرار دیکر دیدار عطار کے نام پر لیپ ٹاپ سے مساجد کی بے حرمتی کا آغاز کیا اور اسکے بعد ''مدنی چینل'' شروع کر کے شرع مطاہرہ کا مذاق اڑایا۔ ایسی صورتوں میں کیا عطاری مفتی، خود عطار اور اسکی تائید و اعانت کرنے والوں کا ایمان سلامت رہا اور کیا ایسے مفتیوں کے فتوے درست اور قابل عمل مانیں جائینگے؟ اور کیا ایسے ائمۂ مساجد کی اقتداء درست ہوگی؟ اور کیا عطاریوں سے قرآن و میلاد خوانی، قربانی کرانا یا انکو زکوٰۃ کی رقم دینا اپنے اعمال برباد کرنا نہ ہوگا؟ حضرت تاج الشریعہ کے اس حکم میں کہ "دعوت اسلامی اور سنی دعوت اسلامی مسلک اعلیٰ حضرت کی تحریک نہیں ہیں۔ ان سے بچو"۔ کیا مذکورہ امور سے عطاریوں کے بائی کاٹ کا واضح حکم موجود نہیں؟ اور کیا اس حکم کے بعد دعوت اسلامی سے چپکے رہنا اپنی آخرت برباد کرنا نہ ہوگا۔

محترم مفتیان کرام سے درخواست ہے کہ آپ مذکورہ سوالات پر شرعی حکم سے خواص و عوام کی رہنمائی فرمائیں جس سے وہ دعوت اسلامی اور سنی دعوت اسلامی جیسے تمام فتنوں سے اپنے ایمان کی حفاظت کرسکیں۔

انجمن تحفظ ایمان .A.T.I

۸/۵۳۸، اعجاز نگر پرانا شہر، بریلی شریف موبائل: ۹۲۱۹۷۳۴۴۱۳